بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رفعتِ ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

0300-6661755

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمرؓ

نیو پٹھان والا جھنگ روڈ

فیصل آباد

﴾رفعتِ ذکر مصطفیٰ ﷺ﴿

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسو لہ الکریم امابعد

فاعو ذ باللّٰہ من الشیطن الرجم ہ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

محبت سے دورود وسلام پڑھیئے

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللّٰہ
و علی الک و اصحا بک یا حبیب اللّٰہ
الصوۃ و السلام علیک یا رحمتہ اللعالمین
و علی الک و اصحابک یا محبوب رب اللعالمین

سامعین محترم:

ارشاد ہ باری تعالیٰ ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

''ہم نے آپ کا ذکر آپ کی خاطر بلند کر دیا''

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو جن مقامات عالیہ پر فائز فرمایا' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے ذکر اطہر کو وہ بلندی اور رفعت عطاء ہوئی ہے کہ ایسی بلندی کا کسی دوسرے کے لیے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ رب العزت نے جو صفات اپنے محبوب ﷺ کو عطاء کی ہیں' ان کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ علی الاطلاق عطاء ہوئیں' اگر چہ حقیقتاً وہ صفات اضافیہ ہوتی ہیں' مثلاً قرب ایک اضافی امر ہے جو بعض کی بعض سے نسبت کے اعتبار سے کم وبیش ہوسکتا ہے' جیسے زید کا گھر خالد کے گھر سے مسجد کے زیادہ قریب ہے' یعنی قرب دونوں کو حاصل ہے مگر زید کے گھر کا فاصلہ بہ نسبت خالد کے گھر کے کم ہے۔

سورۃ النجم میں بارگاہِ رب العزت میں حضور ﷺ کے مقام قرب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔

''پھر وہ قریب ہوا' پس وہ (بھی) قریب ہوا' اس میں اور محبوب میں دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بہ اس سے بھی

﴾رفعتِ ذکر مصطفیٰ ﷺ﴿

مذکور آیت میں قاب قوسین کے الفاظ مقام قرب بیان کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو جو جلوۂ حسنِ مطلق کا قرب حاصل ہوا تو اس قرب کی کیفیت یہ تھی کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا۔

ان الفاظ نے بھی قرب کا بیان کیا مگر مطلق نہیں بہ محدود' لیکن اس کے بعد قرآن حکیم نے فرمایا: ''اَوْ اَدْنیٰ'' (یہ اس سے بھی کم) اسے مطلق رکھا تا کہ قرب تھا؟ اس کا بیان نہیں کیا یہ اسے مطلق رکھا تا کہ قرب متعین نہ ہو جائے۔ ''قَابَ قَوْسَیْن'' سے بیان کردہ قرب اضافی تھا اور یہ قرب مطلق اور غیر اضافی ہے۔ وہ قرب متصور اور مفہوم تھا مگر یہ قرب غیر متصور' مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کو قرب کا وہ مقام عطاء ہوا' جس کا انسانی عقل تصور بھی نہیں کر سکتی' چہ جائیکہ اسے الفاظ میں بیان کر سکے

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا۔

انما انا قاسم و اللّٰہ یعطی

''میں فقط تقسیم کنندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ عطاء فرمانے والا ہے''۔

یہاں قاسم اور یعطی کا مفعول ذکر نہ کیا' تا کہ عطاء اور تقسیم محدود نہ ہو جائے' کیونکہ اگر کسی شے کا ذکر کر دیا جاتا تو کسی کو یہ وہم ہو سکتا تھا' شاید اس کے علاوہ عطاء اور تقسیم مراد نہیں اور جب کسی ایک شے کا ذکر ہی نہیں کیا تو اس سے یہ عموم پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے مجھے عطاء فرماتا ہے اور میں اس کا تقسیم کنندہ ہوں' یعنی عطاء اور تقسیم دونوں مطلق ہیں۔

یہی بات ''**ورفعنا لك ذكرك**'' میں ہے (ہم نے تمہارا ذکر تمہاری خاطر بلند کر دیا) رفعت فی نفسہ اضافی امر ہے۔ اس میں مد مقابل کا ذکر کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کے مقابلے بلند ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے رفعت بخشی' مگر کس کے مقابلے میں؟ مخلوق کے ذکر کے مقابلے میں۔ ملائکہ کے ذکر کے مقابلے میں انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے مقابلے یا رسلِ عظام کے ذکر کے مقابلے میں۔

اس آیت مبارکہ میں مدمقابل کا ذکر ہی نہیں۔عدمِ ذکر واضح طور پر دال ہے کہ یہاں رفعت سے مراد رفعتِ مطلقہ ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ مخلوق میں جتنے بھی صاحب رفعت ہیں، ان میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام رفعت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔لفظ "لک" (تیری خاطر) کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رفعتِ ذکر اس طور پر ہو کہ کوئی اس میں آپ کا شریک و سہیم نہ ہوتا کہ یہ آپ کی خصوصیت بن سکے۔

لفظ "لك" کی افادیت

رفعتِ ذکر کی مختلف صورتوں کے بیان سے پہلے لفظ "لک" کی افادیت کا بیان ضروری ہے کہ اس لفظ کا اضافہ کیوں کیا گیا، کیونکہ اگر اس لفظ کا اضافہ نہ کیا جاتا اور بات یوں کہہ دی جاتی "ورفعنا ذکرک" (ہم نے آپ کا ذکر بلند کردیا) تب بھی جملہ مکمل رہتا اور اس کے مضمون میں کوئی تشنگی نہ رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے لفظ "لک" کا اضافہ فرمایا، جس کی وجہ سے اس آیت کے مفہوم میں مزید محبت، وابستگی اور رضا جوئی کا پہلو پیدا ہوگیا۔اب اس کا ترجمہ یوں ہوگا: "اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تیرا ذکر تیری خاطر بلند کیا ہے"۔۔"تیری خاطر" کے الفاظ زبانِ حال سے پکار رہے ہیں کہ تیری خاطر اس لیے ذکر بلند کیا تاکہ تو خوش ہوجائے کیونکہ تیری خوشی ہمیں ہر شے سے مقدم اور عزیز ہے۔

سامعین محترم! امام فخرالدین رازی "الم نشرح لک صدرک" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

السوال الثانی لم قال نشرح لك صدرك ولم يقل الم نشرح صدرك

یہاں سوال یہ ہے کہ "الم نشرح صدرک" کیوں نہ فرمایا "لک" کے اضافے میں کیا حکمت ہے؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں۔

الجواب من وجهين احد هما كا نه تعالیٰ يقول بلام فانت انما تفعل جميع الطا عات لا جلی كما قال الا ليعبد ون اقم الصلوٰة لذكری فانا ايضا جميع ما افعله لا جلك و ثانيها ان فيها تنبيهًا

علی ان منا فع الر سالة عائدة الیه علیه السلام کا نه تعالیٰ قال انما شر حنا صدرك لا جلك لا لا جلی۔ (تفسیر کبیر جز۳۲:۳)

اس کی دو حکمتیں بیان کی جاسکتی ہیں؛ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اور مقامات پر لام کا ذکر کیا ہے مثلاً "اقم الصلوٰۃ لذکری" (اے محبوب! تو میری یاد کی خاطر نماز قائم کر) یہاں اللہ تعالیٰ نے لام کو اس لام عوض ذکر کر کے اشارہ فرمادیا کہ اے محبوب! جب تیری جمیع عبادات میری خاطر ہیں تو میں بھی جو کچھ کرتا ہوں' یہ تیری رضا اور خوشی کے لیے ہے اور دوسری یہ کہ یہ شرح صدر' وضع وزِر اور رفعت ذکر کا فائدہ آپ کو ہی پہنچے گا کیونکہ میں تو کسی کا محتاج نہیں ہوں' یہ فقط آپ ہی کی خاطر ہیں۔

اللہ پاک کا سب کچھ اپنے محبوب کی خوشی ورضا کے لیے کرنا' اس کی محتاجی نہیں کیونکہ وہ خالق ہے اور مخلوق سے بے نیاز ہے' مگر وہ بتقاضائے محبت ایسا اس لیے کرتا ہے کہ انسانوں کو اس مبارک ہستی کی قدر و منزلت کا احساس ہو' یعنی جب وہ رب ہو کر اس ہستی کی رضا جوئی اور خوشی کا سامان فراہم کرتا ہے تو ہمیں بھی ہر وہ کام کرنا چاہیے جس سے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی نصیب ہو۔

علامہ روح المعانی بھی لفظ لا کے اضافے اور اس کی تقدیم کی حکمت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

زیادة الجار والمجرور مع تو سیطه بین الفعل و مفعوله للا ذعان من اوّل الامر بان الشر ح من منا فعه علیه الصلوٰة والسلام و مصاله مسارعة الی ادخال المسرة فی قلبه الشریف صلی الله علیه وسلم (روح المعانی ۱۹۴:۳)

جار مجرور (لك) کا اضافہ فعل (نشرح) اور مفعول (صدر) کے درمیان اسی لیے ذکر کیا تا کہ کلام کو سنتے ہی اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ شرح صدر آپ کی خاطر ہے اور اس کا آپ ہی کو فائدہ ہے اور دوسرا یہ کہ آپ کے دل اقدس

میں خوشی و مسرت کے جذبات فی الفور پیدا کرنا مقصود ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ میرا محبوب رنجیدہ خاطر رہے بلکہ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا دل ہر وقت خوش اور راضی رہے۔ مولانا ابومحمد عبدالحق حقانی وجۂ تقدیم اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

وتقد يمه على المفعول الصريح مع ان حقه التاخر للتعجيل المسرة۔

(تفسیر حقانی ۸:۵:۱۷۵)

لفظ ''لک'' مفعول صریح صدر سے مئوخر ہونا چاہیے تھا' مگر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جذبات مسرت کو فی الفور پیدا کرنے کے لیے اس کو مقدم کر دیا گیا ہے۔

امام خفاجی لکھتے ہیں:

و زيادة لك مع عدم الحاجة لها قيل للا شارة الى ان الله غنى عن العالمين فالام تعليل اى فعلنا ذلك لا جلك لالا جلنا لعدم احتياجنا شىء من المخلو قات۔

''لک'' کا اضافہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود اس لیے کر دیا تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء سے غنی ہیں' یہ سارا کچھ اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا ہے کیونکہ وہ تو ان چیزوں سے بالاتر ہے۔

آپ بلند ہی نہیں بلکہ بلندیوں کے مالک ہیں

بعض مفسرین نے لفظ ''لک'' کے اضافے کا فائدہ ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ رفعتِ' رتبہ اور بلندی کا آپ کو اس طرح مالک بنا دیا گیا ہے کہ آپ جس کو چاہیں' رتبہ عطاء کر دیں اور جس کو چاہیں پست کر دیں۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی ''و رفعنا لك ذكر ك'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''لک اس لیے بڑھایا گیا کہ جس سے معلوم ہو کہ بلندی اور رتبہ آپ کی مِلک کر دیا گیا کہ جس کو آپ بلند فر

مائیں، وہ بلند ہو جائے اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دھتکار دیں، اس کو دونوں جہان میں کہیں پناہ نہ ملے''۔ (شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن: ۲۸۰)

رفعت آپ کے ذکر ہی سے نصیب ہوتی ہے۔

دنیا میں لوگ رفعت کے متلاشی رہتے ہیں، لیکن عزت و رفعت کا نام تک نصیب نہیں ہوتا اور اگر کہیں کسی کو عزت نظر آئے بھی تو وہ چند دن کی اور عارضی عزت ہوتی ہے، جو زیادہ عرصہ باقی نہیں رہتی۔ بعض اوقات عزت ملتی ہے لیکن اس شخصیت کا ادب و احترام دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ مثلاً اس دنیا میں ہم اکثر صاحب علم شخصیتوں کو دیکھتے ہیں کہ لوگ ان کے علم کے گیت گاتے ہیں مگر ان کا دل ان کے ادب و احترام سے خالی ہوتا ہے بلکہ اگر کسی محفل میں آئیں تو اُٹھ کر استقبال کرنا بھی پسند نہیں کیا جاتا، بخلاف ان لوگوں کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت اور محبت و عشق کے جذبات رکھتے ہیں، کبھی وہ حسنِ یار کی بات کرتے ہیں، کبھی زلفوں کی سیاہی کو یاد کرتے ہیں، کبھی آپ کے جسم اقدس کی تابانی کا ذکر کرتے، سنتے رات بسر کر دیتے ہیں۔ آپ کی مدح سرائی کرنا اور سننا ان کا مشغلہ ہوتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ پھر ان کے ساتھ لوگوں کے دلی جذبات وابستہ ہو جاتے ہیں۔ ان کا اتنا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے چہرے کو تک لینا ہی نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ آج اگر سیدنا بلالؓ کو ہر مسلمان اپنا قائد تسلیم کرتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تعلق تھا

اور وہ آپ کے ذکر میں وارفتہ رہتے تھے۔ ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ رفعت عطاء فرمائی کہ ہر کوئی رشک کرتا ہے۔ کاش یہ بات ہماری سمجھ میں بھی آجائے کہ رفعت فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے مل سکتی ہے۔ اور یہ آیت مبارکہ اس پر شاہد ہے کیونکہ اس میں ذکر مصطفیٰ اور رفعت کو جمع کیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ کو بلند کرتا ہے اور جو ذاکر مصطفیٰ ہو گا وہ لازماً بلند ہو گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ذکر بلند ہو اور ذاکر بلند نہ ہو۔

حضرت حسانؓ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

رفعتِ ذکر مصطفیٰ ﷺ

ماان مدحت محمداً بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمّد

''میں اپنے ذکر (الفاظ) سے حضور ﷺ کی مدح کو دوبالا اور بلند نہیں کر رہا بلکہ آپ کے ذکر و مدح سے اپنے کلام اور الفاظ کو بلندی بخش رہا ہوں''

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ آپ کا ذکر کرنے والا کبھی بھول کر بھی یہ گمان نہ کرے کہ میں آپ کا ذکر بلند کر رہا ہوں کیونکہ آپ کا ذکر تو اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند کر دیا ہے کہ اسے مخلوق کی حاجت نہیں رہی۔ ہاں یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس کے ذریعے میں اپنے آپ کو بلند کر رہا ہوں۔

رفعت ذکر کی بعض صورتیں

اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں یہ اعلان فرما دیا ہے کہ ہم نے اپنے محبوب ﷺ کا ذکر محبوب کی خاطر بلند فرما دیا ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذکر کی بلندی کے لیے کون سی صورتیں اختیار فرمائی ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کا تذکرہ کریں گے۔

جب بھی اللہ کا ذکر ہوگا آپ ﷺ کا ذکر بھی ہوگا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا:

اتانی جبریل فقال ان ربی وربك یقول کیف رفعت ذکرك قال اللّٰہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی۔ (ابن کثیر ۴:۵۳۴)

میرے پاس جبریل امین آئے اور آ کر کہا کہ رب کریم آپ پر سلام فرماتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ بتائیے! میں نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(اے حبیب ﷺ! آپ کی رفعتِ ذکر یہ ہے کہ) جب بھی میرا ذکر ہوگا آپ کا بھی ہوگا۔

حضرت مجاہدؒ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

لا اذکر الا ذکرت معی (ابن کثیر ۴:۵۲۴)

جب میرا ذکر کیا جائے گا تو اس کے ساتھ لازماً تمہارا ذکر کیا جائے گا۔

اے محبوب ﷺ! تیرے ذکر کے بغیر میرا ذکر ایمان نہیں بنتا

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد ابن عطاء البغدادی فرماتے ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ نے جو رفعتِ ذکر آپ کو عطاء فرمائی ہے، اس کا معنی یہ ہے۔

جعلت تمام الایمان بذکر ی معك۔

میرا ذکر ایمان تب قرار پائے گا جب ساتھ تیرا ذکر بھی ہوگا۔

یعنی اگر کوئی ساری زندگی اللہ اللہ کرتا رہے مگر وہ اس کے محبوب ﷺ کا ذکر نہ کرے تو اس کے ذکر کو رڈ کر دیا جائے گا۔ یہ ایمان نہیں بلکہ اسے منافقت قرار دیا جائے گا۔

حضرت ملا علی قاری مذکور قول پر دلیل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لا یصح ولا یعتدبه شرعًا مالم یتلفظ بکلمتیه اقراو حیقة وحدانیته تعالیٰ و حقیة رسالته ﷺ (شرح الشفاء ۱:۴۶)

کہ واقعتہ جب تک کوئی آدمی دونوں باتوں توحید باری اور رسالت محمدی کو نہ مانے، اس کے ایمان کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

اذان اور ذکرِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے نماز کی طرف بلانے کے لیے جو طریقہ عطاء فرمایا ہے، وہ اذان دینا ہے۔ اذان اسلام کے شعائر میں سے ہے، اگر کسی شہر وقریہ یا بستی میں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے تو اس کے رہنے والوں کو مسلمان تصور نہیں کیا جائے

گا اور اگر کسی شہر والے اذان پر پابندی لگا دیں تو اسلامی حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ ان کے خلاف ایکشن لے' پانچ وقتہ نماز اور جمعہ کے لیے اذان دینا لازم ہے۔ اس ترانہ اذان کے الفاظ پر غور کریں تو جہاں یہ اللہ تعالیٰ کی بڑھائی اور توحید کے اعلان پر مشتمل ہے' وہاں یہ حضور ﷺ کے اعلان رسالت پر بھی مشتمل ہے۔ مؤذن اگر اشھد ان الا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کا پابند بھی ہے۔ حالانکہ عقلی طور پر اگر اذان صرف اعلان توحید اور نماز کی طرف دعوتی کلمات پر ہی مشتمل ہوتی تو کافی تھی' مگر اللہ تعالیٰ نے اسے پسند نہیں فرمایا اور حکم دیا کہ اذان کے اندر میرے محبوب ﷺ کے نام کو بھی شامل کرو تا کہ میرے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو۔

کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی بغیر اذان نہیں گزرتا

یاد رہے پوری دنیا میں چوبیس گھنٹے روئے زمین پر کوئی ایسا وقت نہیں گزرتا' جس میں اذان نہ ہو رہی ہو' یعنی ہر لمحہ فضا اللہ کے اعلان توحید اور حضور ﷺ کے اعلانِ رسالت سے گونج رہی ہوتی ہے۔ کوئی ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جب کرۂ ارض پر ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر اور حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔ ذیل میں لیفٹیننٹ محمد شعیب کی اذان کے بارے میں تحقیق ملاحظہ کیجئے۔

دنیا کے نقشے کو دیکھیں' اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک بیشمار جزیروں پر مشتمل ہے جن میں جاوا' سماٹرا' بورنیو اور سیبلز مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے' تقریباً ۲۰ کروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

طلوع سحر سیبلز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں' طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرق جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع

ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے' بنگلہ دیش میں اذانوں کا بھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سرینگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید ورسالت کے اعلان سے گونج اُٹھتی ہے۔

سرینگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ' کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہو رہی ہوتی ہے۔ پاکستان میں سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے' اس عرصے میں اذانیں حجازِ مقدس' یمن' عرب امارت' کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔

بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران شام' مصر' صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں صدائے توحید ورسالت بلند ہوتی ہے۔

اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے' اسے عرصے میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مغربی جزائر سے ہوا تھا' ساڑے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحرِ اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحرِ اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذان بلند ہونے لگتی ہیں' یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے' مغرب کی اذانیں سیلبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہو

تا ہے اُس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مئوذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں؟ انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا۔

شاعر دربارِ رسالت حضرت حسانؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام عالی کا تذکرہ اپنے اشعار میں یوں فرمایا ہے۔

وضم الاله اسم النبی اسمه اذاقال فی الخمس المئوذن اشهد و شق له من اسمه

لیجلنه فذو العرش محمود و هذا محمد

''اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے مبارک نام کے ساتھ اس طرح متصل فرمادیا کہ ہر مئوذن پانچ وقت اُس کی شہادت دیتا ہے اور اپنے نام سے حضور کا نام بنایا تا کہ یہ سب سے اعلیٰ اور عزت والا ہو جائے، پس عرش والا (اللہ تعالیٰ) محمود اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم محمد ہیں''۔

اے محبوب! تیرے ذکر کو میں اپنا ذکر قرار دیتا ہوں

حضرت ابن عطاء ہی سے ایک اور مقام پر منقول ہے، اور وہ یہ ہے۔

جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک ذکرنی۔ (الشفاء ۱:۲۴)

میں نے تجھے سراپا اپنا ذکر قرار دے دیا ہے، پس جس نے تجھے یاد کر لیا اُس نے مجھے یاد کر لیا۔

حضرت ملا علی قاری رفعتِ ذکر پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لا یبعد ان یقال المر اد بر فع ذکره انه جعل ذکره ذکره کما جعل طا عته طا عته۔ (شرح الشفاء ۱:۲۴)

رفعتِ ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دے دیا ہے، جس طرح آپ

کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

یہ بات لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

ولا مقام فوق هذا فی المرتبة (شرح الشفاء ا:۲۴)

اس سے بڑھ کر مرتبہ میں کوئی مقام نہیں ہوسکتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنے ذکر کا عین قرار دے دیا ہے یعنی حضور کی نعت اور آپ پر درود و سلام اللہ ہی کا ذکر ہے تو واقعتاً اس سے بڑھ کر اس سے کائنات میں کوئی مرتبہ و مقام نہیں ہوسکتا۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی " بھی رفعت ذکر کا ایک نظارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ محمد کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے، غلط ہے کیونکہ میں تو بعد میں آنے والی ہر گھڑی میں آپ کے ذکر کو بلندی عطاء کرنے والا ہوں۔

یہاں مفسرین کرام نے یہ معنی لکھا ہے کہ آخرت آپ کے حق میں دنیا سے بہتر ہوگی، وہاں اُنہوں نے اس کا یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ ہر آنے والا وقت آپ کی بلندی کا دور ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ یہی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

للاخرة ای الحالة الاخرة خیرلك من الاولیٰ نهایة امرك خیر من بدایة یعنی لا تذال تتصاعد فی الرفعة والکمال۔ (المظہری ۱۰:۲۸۳)

آپ کی ہر دوسری گھڑی پہلی سے بہتر اور آپ کا بعد کا معاملہ پہلے سے کہیں بہتر یعنی آپ کے مراتب رفیعہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہے گی۔

ہمیشہ سے اُمت مسلمہ میں وسیع پیمانے پر محافل میلاد و نعت کا انعقاد اور آپ کی آمد کی خوشی میں جشن، جلوس یہ سب اللہ تعالیٰ کے وعدے کا اظہار ہے، یہ سلسلہ روز بروز ترقی افزوں ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ رفعت ذکر کی مختلف صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

املاء العالم من اتباعك كلهم يثنون عليك و يصلون عليك ويحفظون سنتك فالقراء يحفظون الفاظ منشورك والمفسرون يفسرون معانى فرقانك و الو عاظ يبلغون وعظك بل العلماء و السلام طين يصلون الى خدمتك و يسلمون من وراء الباب عليك ويمسجون وجو ههم بتراب روضتك ويرجون شفاعتك فشرفك باقٍ الىٰ يوم القيامة۔ (تفسیر کبیر ۳۳۔۵۔۶)

یہ کائنات ترے ایسے غلاموں سے بھر جائے گی جو تمام کے تمام آپ کی تعریف اور آپ کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کی سنت مبارکہ کے محافظ ہوں گے۔ قراء آپ کے منشور کے الفاظ کی حفاظت کریں گے مفسرین معانی قرآن واضح کریں گے، مبلغین ااپ کی تبلیغ کے امین ہوں گے، بلکہ تمام علماء وسلاطین آپ کی بارگاہ عالیہ میں درود عرض کریں گے اور آپ کی مبارک چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کریں گے اور آپ کے روضہء اقدس کی مبارک خاک آنکھوں کا سرمہ بنائیں گے اور آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے، اسی طرح آپ کا شرف تا قیامت باقی رہے گا۔

اسی رفعت ذکر کا مظاہرہ ساری کائنات نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، دیکھ رہی ہے اور مستقبل میں اس سے کہیں بڑھ کر دیکھے گی

۔

چشم افلاک یہ نظارہ تا ابد دیکھے رفعت شان وفعنا لک ذکرک دیکھے

حافظ محمد زمان چشتی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوری ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لو الدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکون ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارِج اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہِ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن